صنعت تلمیح

بعض اوقات کلام میں کسی تاریخی واقعے، روایت، کہانی، حدیث یا آیت قرآنی کا ذکر مقصود ہوتا ہے۔ اگر پورا واقعہ یا روایت بیان کی جائے۔ تو طوالت کے علاوہ بے لطفی کا امکان ہوتا ہے، وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔ اس سے بچنے کے لیے ان کا ذکر نہایت اختصار سے کر دیا جاتا ہے۔ اس اشارے کو تلمیح کہتے ہیں۔

تلمیحات کے مآخذ

(۱) مائتھالوجی (دیومالا) یعنی دیوتاؤں کی قصے کہانیاں۔

(۲) مذہبی قصے۔مذہبی عقائد کی کتابیں۔

(۳) تاریخی واقعات

(۴) عام فرضی قصے اور افسانے۔

(۵) شعرا کی نظمیں، خاص کردہ نظمیں جن میں قصے بیان کیے گئے ہیں۔

(۶) ڈراما یا ناٹک کی کتابیں۔

مشہور تلمیحات

آبِ حیات:

آبِ حیات ایک خیالی چشمہ ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کا پانی پی کر آدمی ہمیشہ کی زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ اس ضمن میں حضرت خضرؑ اور سکندر کی کہانی بہت مقبول ہے۔ اس کہانی کے مطابق حضرت خضرؑ نے چشمے کا پانی پیا اور وہ لافانی ہو گئے مگر سکندر چشمے کا راستہ بھول گیا۔ آبِ حیات سے متعلق فارسی اور اردو شاعری میں نادر مضامین ملتے ہیں۔ آبِ حیات، آبِ بقا، چشمہ حیواں، آب خضر، چشمہ خضر، چشمہ زندگی، اِسی قصے کی تلمیحات ہیں۔

آبِ حیات جا کے کسو نے پیا تو کیا
مانندِ خضر جگ میں اکیلا جیا تو کیا
شیخ ظہور الدین حاتم
☆کسو (کسی)

آتشِ نمرود

آتش نمرود یعنی نمرود کی آگ، یہ آگ ابراہیم علیہ السلام کو بتوں کی مخالفت اور کچھ بتوں کو توڑنے کے الزام میں بطور سزا جلانے کے لیے نمرود کے حکم سے جلائی گئی۔ بابل کے لوگوں نے اس کے لیے لکڑیاں فراہم کیں۔ اس کام میں نمرود کے ہر ماننے والے نے اپنی ہمت اور بساط کے مطابق حصہ ڈالا۔ یہاں تک کہ عورتوں نے بھی ہاتھ بٹایا۔ یہ لوگ ایک عرصے تک لکڑیاں اکٹھی کرتے رہے حتی کہ پہاڑ کے برابر ڈھیر لگ گیا۔ آگ جلانے کے بعد ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا۔

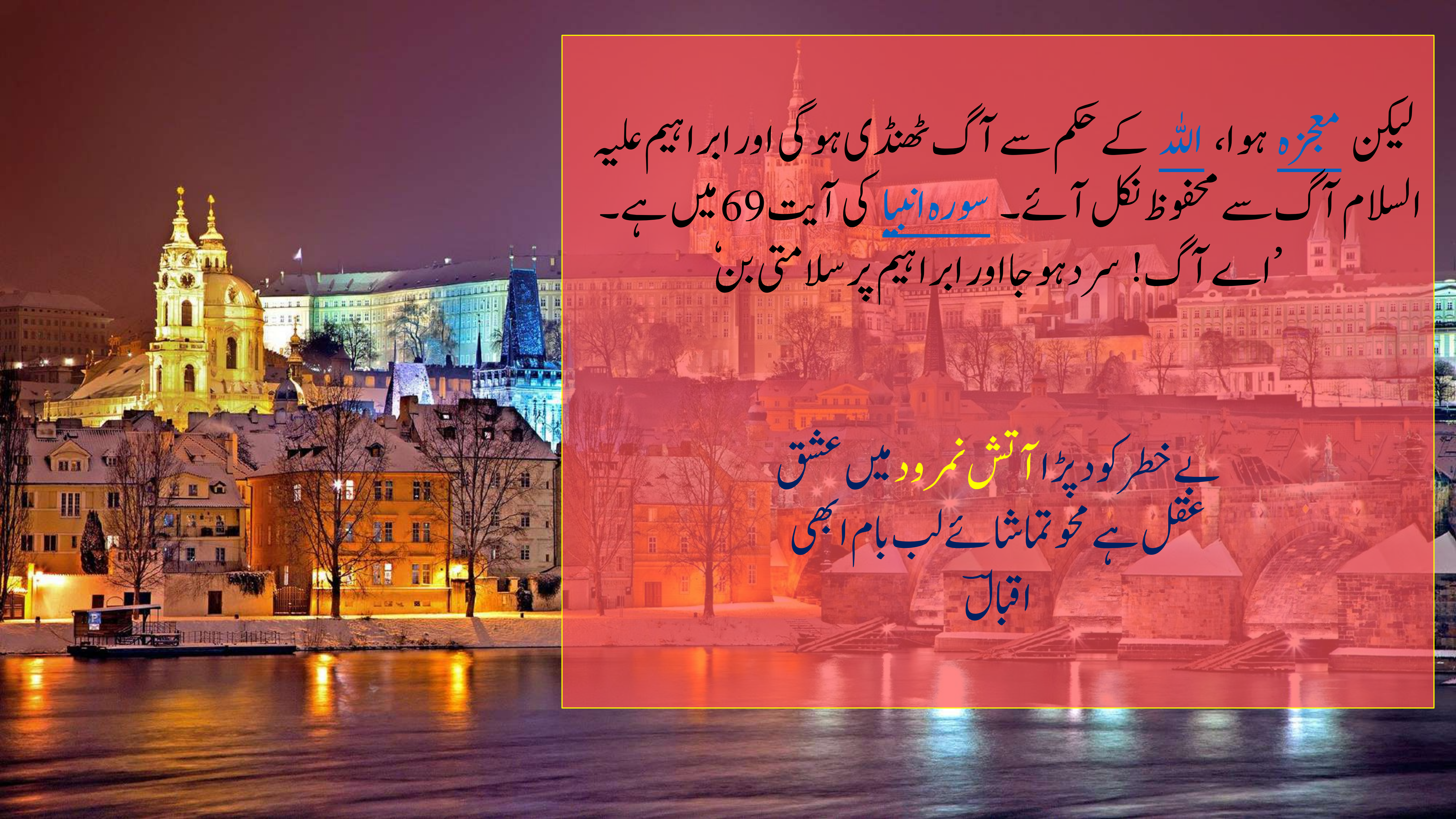
لیکن معجزہ ہوا، اللہ کے حکم سے آگ ٹھنڈی ہو گی اور ابراہیم علیہ
السلام آگ سے محفوظ نکل آئے۔ سورہ انبیا کی آیت 69 میں ہے۔
’اے آگ! سرد ہو جا اور ابراہیم پر سلامتی بن‘
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی
اقبالؔ

آدم

ابو البشر، اوّلین آدمی، اوّلین پیغمبر، خلیفۃ اللہ فی الارض

یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے مطابق پوری کائنات کے اول انسان تھے۔ دیگر ادیان بھی یہی نظریہ رکھتے ہیں۔ آدم کو آدم التراب بھی کہا جاتا ہے اور ان کی کنیت ابولبشر ہے اور وصف ان کا صفی اللہ ہے۔ عبرانی میں آدم کا معنی ہے مٹی۔ کیونکہ آپ مٹی سے پیدا ہوئے لہذا وہی نام ہوا۔

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

مرزا غالب

آذر

تارح یا آزر کے متعلق بعض علما نے فرمایا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تھا، بعض نے فرمایا کہ والد نہیں چچا کا نام تھا والد کا نام تارخ تھا جو مسلمان تھے اور بعض نے فرمایا کہ آزر بت کا نام تھا۔

سورۃ انعام کی آیت 74:

اور جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا تم کیا بتوں کو معبود بناتے ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم اور تمہاری قوم صریح گمراہی میں ہو۔

مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور
تہذیب کے آزر نے ترشوائے صنم اور
اقبال (نظم وطنیت)

آئینہ سکندری

آئینہ اصل میں آہنہ ہے (آہن۔لوہا) ایک لوہار نے فولاد کو اس قدر جلادی کہ اس میں ہر شے کا عکس نظر آنے لگا۔

سکندر اور ایران کے بادشاہ دارا کے درمیان کئی جنگیں ہوئیں لیکن سکندر دارا کی تدبیروں کی وجہ سے شکست کھا جاتا تھا۔ دارا جام جہاں نما کی مدد سے سکندر کی تمام نقل و حرکت اور تیاریوں سے آگاہ ہو جاتا اور سکندر کی تمام تیاریاں دھری کی دھری رہ جاتیں۔

آخر کار اس نے حکومت کے مدبروں اور سائنس دانوں کی مدد سے شہر اسکندریہ کے ساحل پر ایک آئینہ بنانے میں کامیابی حاصل کرلی، جس سے وہ دشمن کی نقل و حرکت اور سربستہ رازوں سے آگاہی حاصل کرسکے۔ یہ آئینہ سکندر نے ایک اونچے مینار پر نصب کرایا تھا، اس آئینے کی مدد سے دشمن کی نقل و حرکت کا اندازہ سو میل کی مسافت سے ہو جاتا تھا۔

خاک آئینۂ سے ہے نام سکندر روشن
روشنی دیکھتا گر دل کی صفائی کرتا

ذوقؔ

ابنِ مریم

ابن مریم بنو اسرائیل کے آخری پیغمبر حضرت عیسیٰؑ کی کنیت ہے۔ حضرت عیسیٰؑ بنو اسرائیل کی ایک پاکباز اور باعصمت خاتون کے بیٹے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کو خدا نے عام انسانوں کے بر عکس اپنی قدرت کے اظہار اور شان اعجازی کے مظہر کے طور پر بن باپ کے پیدا کیا۔

اس طرح حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ہوئی۔ اسی وجہ سے حضرت عیسیٰؑ کو ان کی ماں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اس پورے واقعہ کا ذکر قرآن میں ملتا ہے۔

مسیح اور مسیحا حضرت عیسیٰؑ کا لقب ہے جو خدا کی طرف سے انہیں دیئے گئے معجزات کے حوالے سے پڑا۔

ابن مریم ہوا کرے کوئی
مرے دکھ کی دوا کرے کوئی
غالبؔ

اصحابِ کہف

اَصُحابِ کہف یا یارانِ غار، ان مسیحی صاحبان ایمان کو کہا جاتا ہے جنہوں نے قدیم روم کے حکمران دقیانوس (201-251 ء) کے ظلم سے بچنے کے لئے ایک غار میں پناہ لی تھی۔ یہ لوگ سوائے ایک چرواہے اور اس کے کتے کے سب کے سب امراء اور حکومت کے اشراف میں سے تھے۔ وہاں پہنچ کر ان سب پر نیند طاری ہو گئی وہ لوگ 309 سال تک سوئے رہے۔ قرآن کریم میں سورہ کہف کی آیت نمبر 8 سے 26 میں ان کی داستان کا ذکر آیا ہے۔

ہم بھی ہیں کسی کہف کے اصحاب کے مانند
ایسا نہ ہو جب آنکھ کھلے وقت گزر جائے

پیرِ مغاں

پیر مغاں کے لغوی معنی آتش پرستوں کا پیشوا، آتش خانہ کا مجاور یا شراب خانہ کا مالک ہیں۔

حافظ شیرازی کی شاعری کے مطابق پیر مغاں، ایک عقل مند پیر ہے، جس سے حافظ کی وابستگی ہے۔

مرشدِ کامل، اربابِ تصوف کے نزدیک مرشد یا شیخ کے بغیر خدا تک رسائی ممکن نہیں ہے۔ وہی مرشد یا شیخ، پیرِ مغاں ہے۔

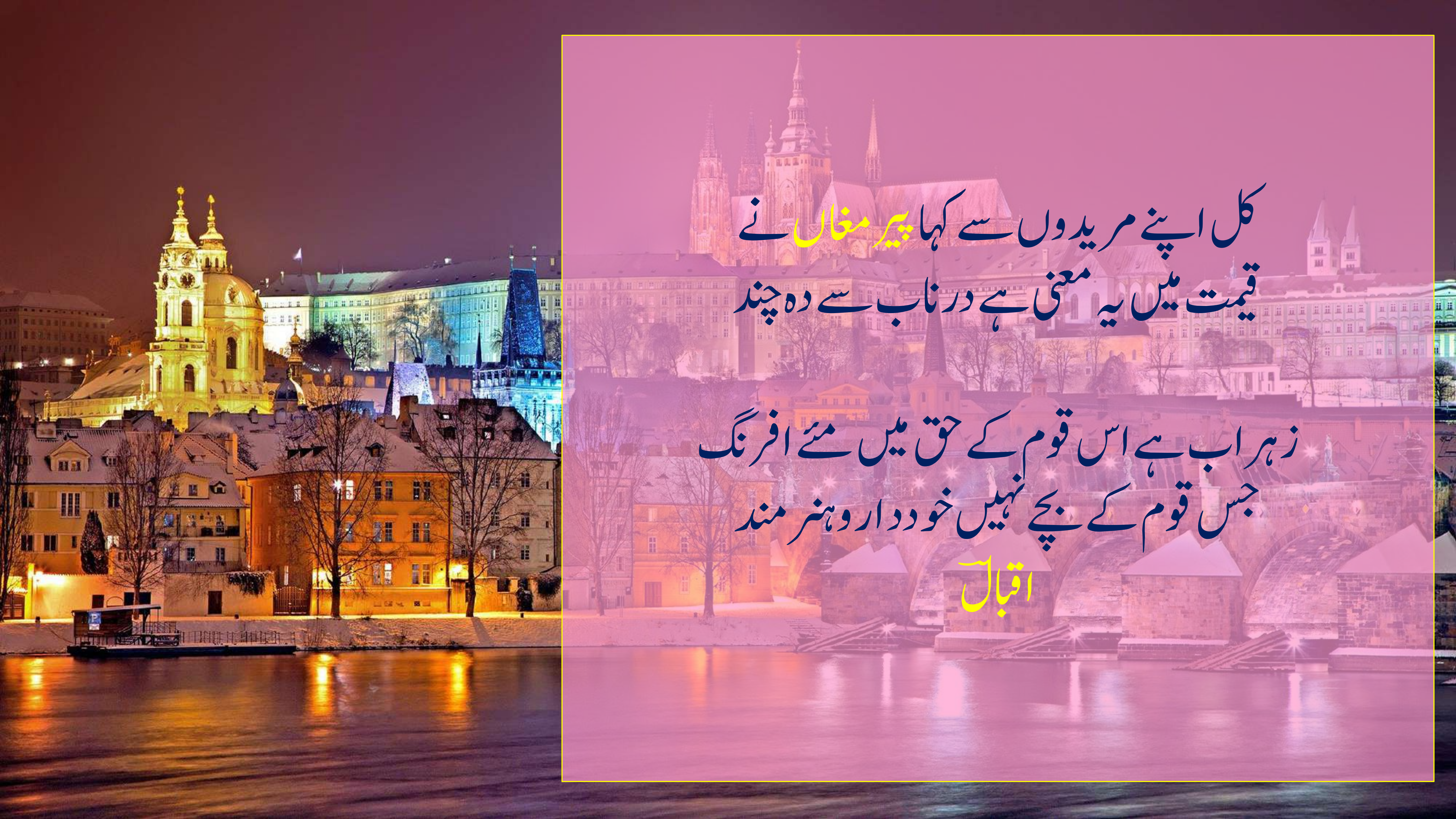
کل اپنے مریدوں سے کہا پیر مغاں نے
قیمت میں یہ معنی ہے در ناب سے دہ چند
زہراب ہے اس قوم کے حق میں مئے افرنگ
جس قوم کے بچے نہیں خوددار و ہنر مند
اقبالؔ

پیرہنِ یوسف

پیرہن یوسف کی تلمیح تین واقعات سے منسلک ہے، شعر ادب میں ان تینوں واقعات کو تلمیحی طور پر برتنے کیلئے اس کا استعمال ہوا ہے۔

(۱) یوسف کو ان کے بھائیوں نے کنویں میں ڈال دیا تھا اور ان کی قمیص کسی جانور کے خون سے آلودہ کر کے حضرت یعقوب کے پاس لے آئے اور کہنے لگے کہ ہم نے یوسف کو سامان کی حفاظت کیلئے پیچھے چھوڑ دیا تھا اور ہم دوڑ میں مشغول ہو گئے کہ اچانک بھیڑیا آیا اور یوسف کو کھا گیا۔
حضرت یعقوب حقیقتِ حال تک فوراً پہنچ گئے کہ پیرہن یوسف خون آلودہ تھا لیکن کہیں سے پھٹا ہوا نہیں تھا۔ حضرت یعقوب سمجھ گئے کہ ان لوگوں نے یوسف کے ساتھ مکر کیا ہے۔بیٹے کے چلے جانے کے اس غم میں حضرت یعقوب کی بینائی بھی چلی گئی۔

(۲) زلیخا حضرت یوسف پر عاشق ہو گئی تھی۔ حضرت یوسف زلیخا کے دام فریب سے نکلنے کیلئے دروازے کی طرف بھاگے، زلیخا ان کے تعاقب میں دوڑی۔ اس چھین جھپٹ میں یوسف کا کرتا پیچھے سے پھٹ گیا تھا۔ یہی کرتا بالآخر ان کی پاکیزگی کی علامت بنا۔

(۳) حضرت یوسف کے بھائی مصر سے ان کا کرتا لے کر حضرت یعقوب کے پاس آئے۔ یوسف کے کرتے کو آنکھوں پر پھیرنے سے ان کی بینائی واپس آگئی تھی۔ ان واقعات کو تلمیحی طور پر ان اشعار میں برتا گیا ہے۔

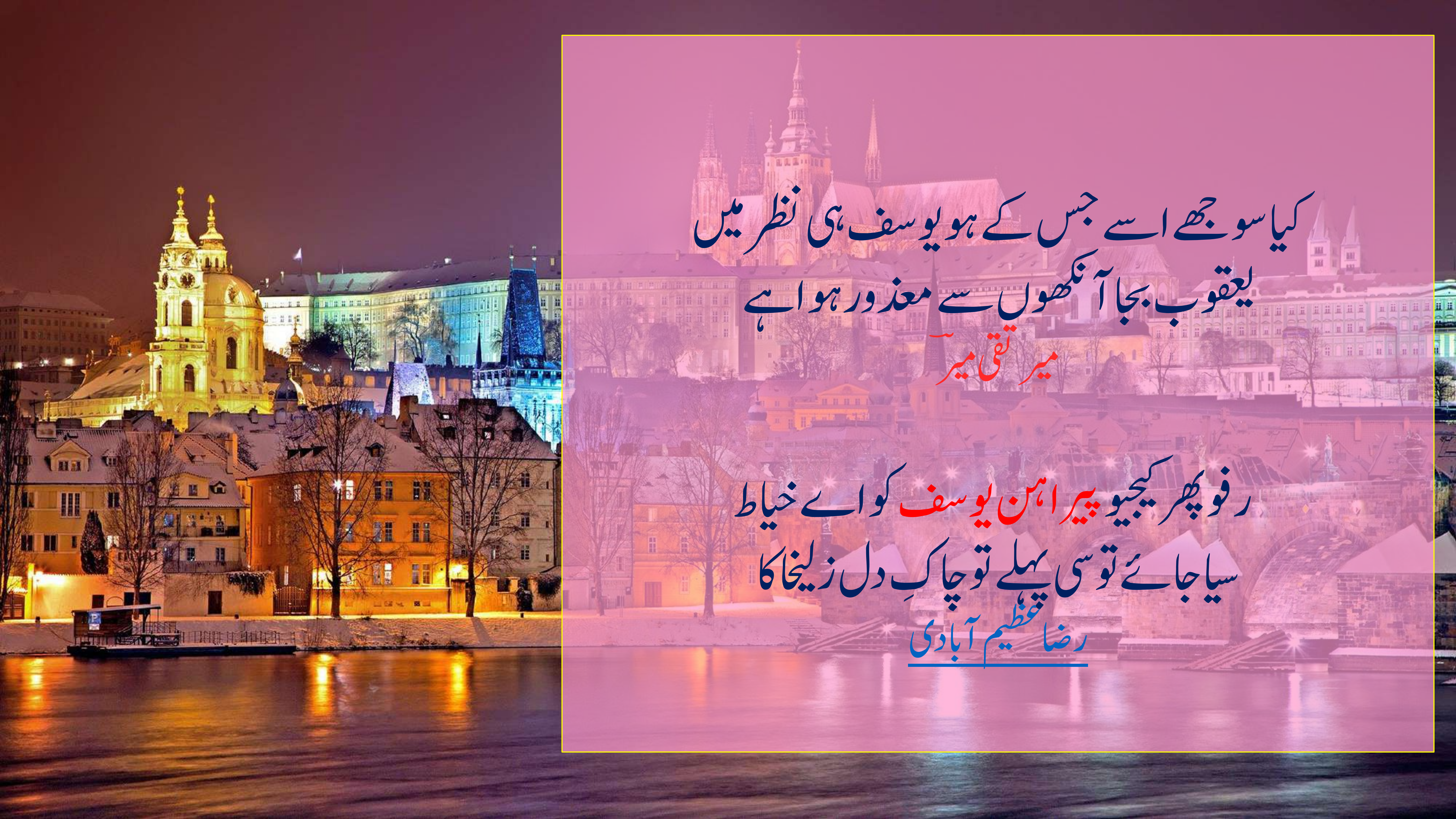

کیا سوجھے اسے جس کے ہو یوسف ہی نظر میں
یعقوب بجا آنکھوں سے معذور ہوا ہے
میر تقی میر
رفو پھر کیجیو پیراہن یوسف کو اے خیاط
سیا جائے تو سی پہلے تو چاکِ دل زلیخا کا
رضا عظیم آبادی

سامری

حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں قصبہ سامرہ کا رہنے والا ایک شخص جس کا قصہ اور ذکر قرآن پاک (قرآن میں یہ نام تین بار استعمال ہوا سورہ طٰہٰ کی آیات 87، 85 اور 95 میں۔) میں موجود ہے۔ حضرت موسیٰؑ جب کوہ طور پر گئے تھے اور حضرت ہارونؑ کو بنی اسرائیل کی نگرانی کے واسطے چھوڑ گئے تھے تو اس شخص نے بنی اسرائیل کو بہکا کر بجائے خدا پرستی کے بت پرستی کی طرف مائل کر دیا اور سونے کا ایک بچھڑا بنایا جس کے منہ سے آواز نکلتی تھی۔

سامری نے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ تم اپنے زیورات میرے حوالے کر دو، میں انھیں بھٹی میں گلا کر اینٹوں یا سلاخوں کی شکل میں ڈھال دوں گا تا کہ سفر کی رواروی میں اس سونے اور چاندی کو سنبھالنا آسان ہو جائے،

لیکن جب اس نے اس ڈھالی ہوئی چیز کو بھٹی سے باہر نکالا تو وہ
ایک بچھڑے کا دھڑ تھا۔ یعنی ایک ایسا بچھڑا جسے سونے سے
ڈھالا گیا تھا لیکن اس میں جان نہیں تھی۔ لیکن جب اس سے
ہوا گزرتی تھی تو اس کے اندر سے بھاں بھاں کی آواز نکلتی تھی۔
بنی اسرائیل مصر میں رہ کر چونکہ گوسالہ پرستی کے مرض میں
مبتلا رہ چکے تھے۔ چنانچہ جیسے ہی ان کے سامنے ایک سنہری
رنگ کا بولتا ہوا گوسالہ آیا اور پھر سامری نے نہایت ہوشیاری
سے ان کو یہ باور کرایا کہ اصل میں یہی تمھارا خدا ہے جو تمھیں
مصر سے نکال لایا ہے، موسیٰ تو نہ جانے بھول کر کہاں پہاڑوں
کی چوٹیوں پر اسے تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔

وہ آنکھیں سامری فن ہیں وہ لب عیسیٰ نفس دیکھو
مجھی پر سحر ہوتے ہیں مجھی پر دم بھی ہوتے ہیں

داغ دہلوی

طورِ سینا

(عربی: الطور) ' کوہ سیناء' یا طور سیناء یا جبل موسیٰ یا کوہ طور At Ṭūr) جزیرہ نما سینا، مصر کی وہ مشہور پہاڑی ہے جس پر خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی تجلی دکھائی تھی جس کے اثر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے تھے اور کوہ طور جل کر سرمے کی مانند سیاہ ہو گیا تھا۔ طور وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا۔

نہ کلیم کا تصور نہ خیالِ طور سینا
میری آرزو محمد میری جستجو مدینہ

شکیل بدایونیؔ

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی

مرزا غالب

یدِ بیضا

یدبیضا کی ترکیب عربی زبان کے دو لفظوں پر مشتمل ہے، ید اور بیضا۔ ید کے معنی ہاتھ اور بیضا کے معنی سفید اور چمک دار کے آتے ہیں۔

حضرت موسی کو کوہ طور پر خدا سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا تھا اور نبوت عطا کی گئی تھی، ساتھ ہی ان کو خدا کی طرف سے دو معجزے بھی عطا کئے گئے تھے۔ ایک معجزہ ان کی لاٹھی کی شکل میں تھا جس کی تفصیلات عصائے موسی کے تحت موجود ہیں۔ دوسرا معجزہ یدبیضا تھا۔ خدا نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنے ہاتھ کو گریبان کے اندر لے جاکر بغل سے مس کیجئے وہ مرض سے پاک، بے داغ اور چمکتا ہوا نظر آئے گا، یہ دوسری نشانی ہے۔ موسیٰ نے جیسے ہی اپنا ہاتھ بغل سے مس کر کے باہر نکالا وہ سورج کی مانند روشن ہو گیا اور اس سے روشنی پھوٹنے لگی۔

دست سفید،، دست کلیم، دست موسیٰ اس تلمیح سے بننے والے مختلف مرکبات کا استعمال ان اشعار میں دیکھئے۔

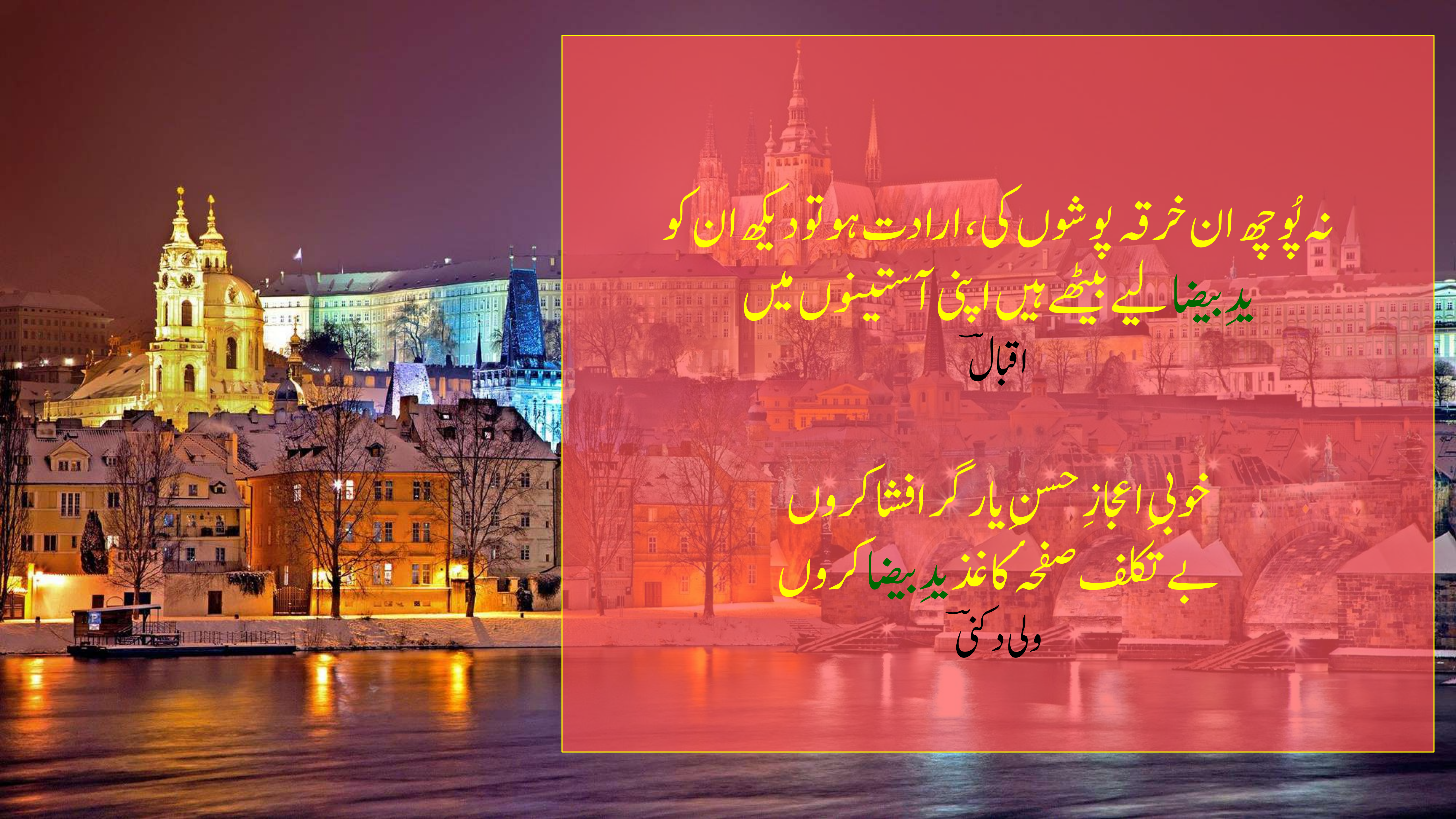
نہ پُوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
اقبالؔ
خوبیِ اعجازِ حسنِ یار گر افشا کروں
بے تکلف صفحۂ کاغذ یدِ بیضا کروں
ولی دکنیؔ

عصائے موسیٰ

موسیٰ بن عمران کے ہاتھ کی لکڑی جس میں یہ معجزہ تھا کہ فرعون کے ساحروں کے مقابلے میں سانپ یا اژدہا بن گئی تھی۔ اس عصا یا ڈنڈے کا ذکر کتاب مقدسہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

موسیٰ نے خدا کے حکم سے اپنی لاٹھی کو بحر قلزم کی لہروں پر مارا۔ دریا پھٹ گیا اور موسیٰ کے پیروکاروں کو راستے دے دیے۔ موسیٰ کی قوم پار ہو گئی۔ اس کے تعاقب میں فرعونی لشکر بھی ان راستوں پر چل پڑا خدا کا حکم ہوا وہ راستے پھر اپنی پہلی سی حالت میں لوٹ آئے اور فرعونی لشکر ڈوب گیا۔

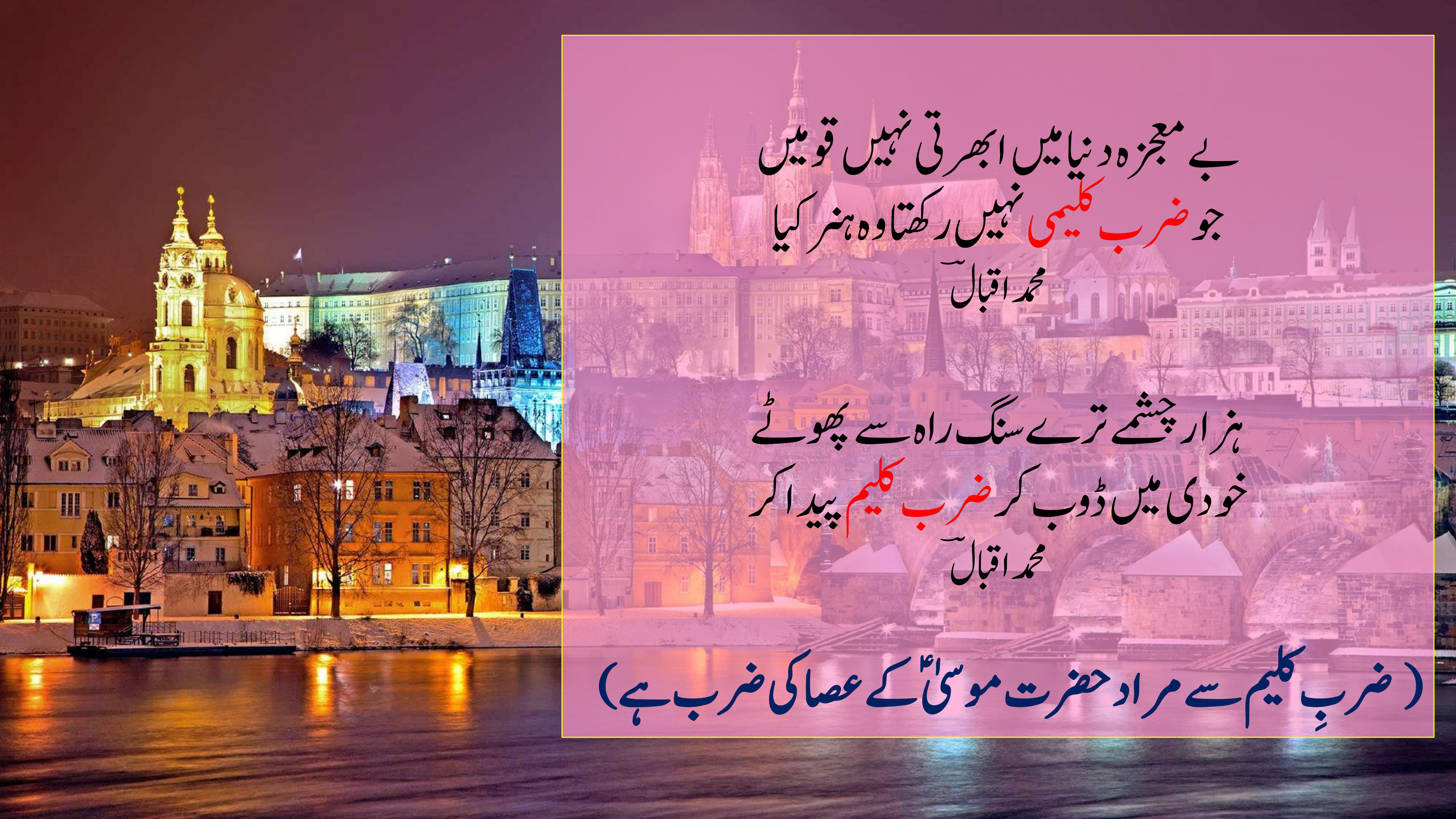
بے معجزہ دنیا میں ابھرتی نہیں قومیں
جو ضرب کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا
محمد اقبالؒ
ہزار چشمے ترے سنگ راہ سے پھوٹے
خودی میں ڈوب کر ضرب کلیم پیدا کر
محمد اقبالؒ
(ضربِ کلیم سے مراد حضرت موسیٰؑ کے عصا کی ضرب ہے)

فرہاد

فارسی رومان، شیریں فرہاد کا ہیرو، شیریں کا عاشق، خسرو پرویز کا رقیب جو ایک نہر (جوئے شیر) کھودنے پر مامور کیا گیا تھا، شیریں کی موت کی جھوٹی خبر پا کر تیشے سے سر مار کر مر گیا، ادب میں اس کی طرف بطور عاشق جانباز اکثر تلمیح کی جاتی ہے، کوہ کن۔

میرے سنگِ مزار پر فرہاد
رکھ کے تیشہ کہے ہے یا استاد
میر تقی میر

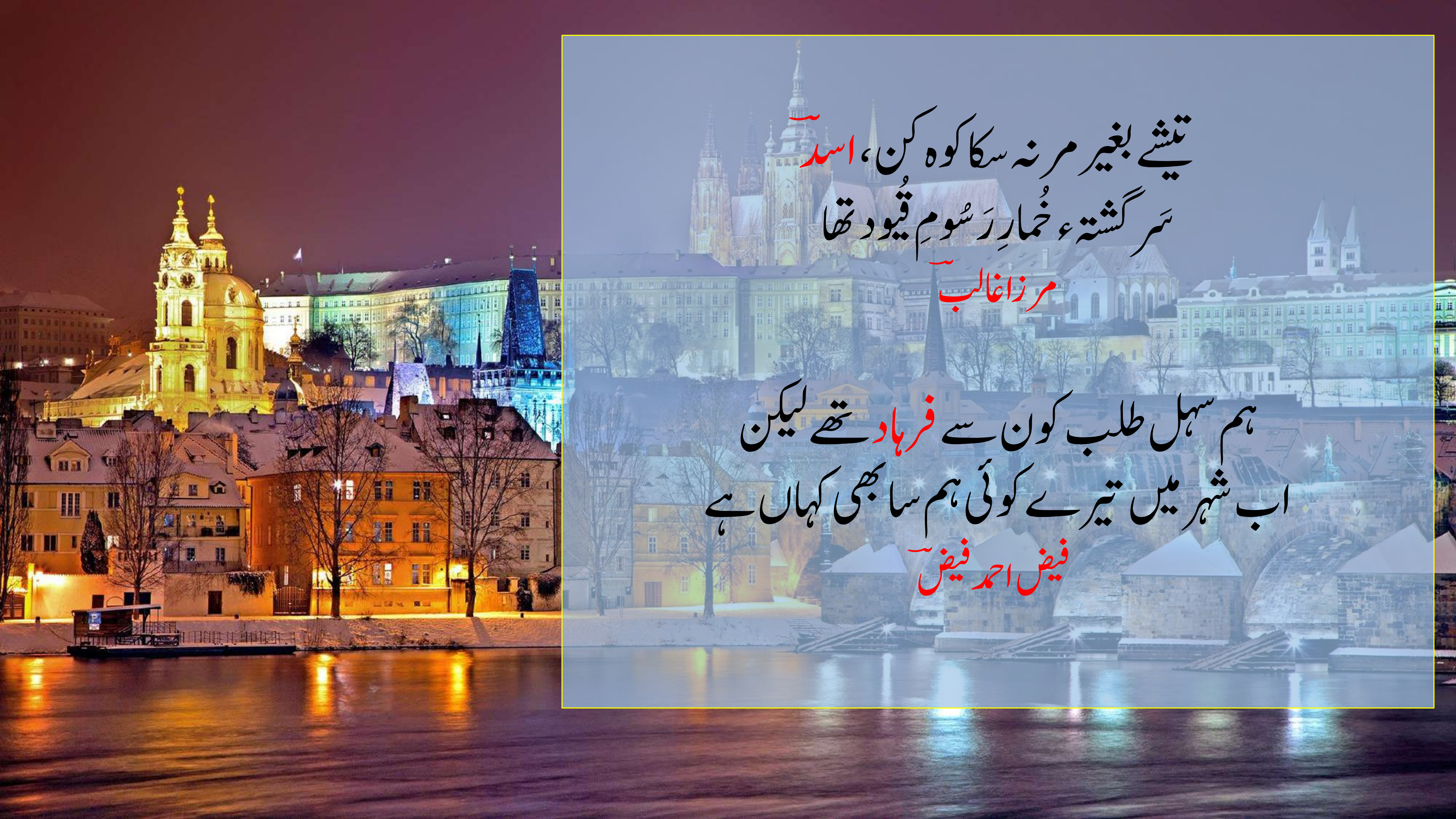
تیشے بغیر مر نہ سکا کوہ کن، اسدؔ
سَر گشتہ ء خُمارِ رَسُومِ قُیود تھا
مرزا غالبؔ
ہم سہل طلب کون سے فرہاد تھے لیکن
اب شہر میں تیرے کوئی ہم سا بھی کہاں ہے
فیض احمد فیضؔ

من وسلویٰ

فرعون کے قہر سے بچ نکلنے کے بعد بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے پہلا مطالبہ پانی کا کیا تھا۔ حضرت موسی نے ایک چٹان پر اپنا عصا مارا اور بارہ قبیلوں کے لیے پانی کے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ اس کے بعد بنو اسرائیل نے کھانے کا مطالبہ کیا۔ موسیٰ نے خدا سے دعا کی، ان کی دعا قبول ہوئی۔ صبح ہوئی تو بنو اسرائیل نے دیکھا کہ زمین اور درخت کے پتوں پر جا بجا سفید دانے کی طرح شبنم کی صورت میں آسمان سے کوئی چیز برس کر گری ہوئی ہے، کھایا تو نہایت شیریں حلوے کی مانند تھی۔ یہ "من" تھی۔

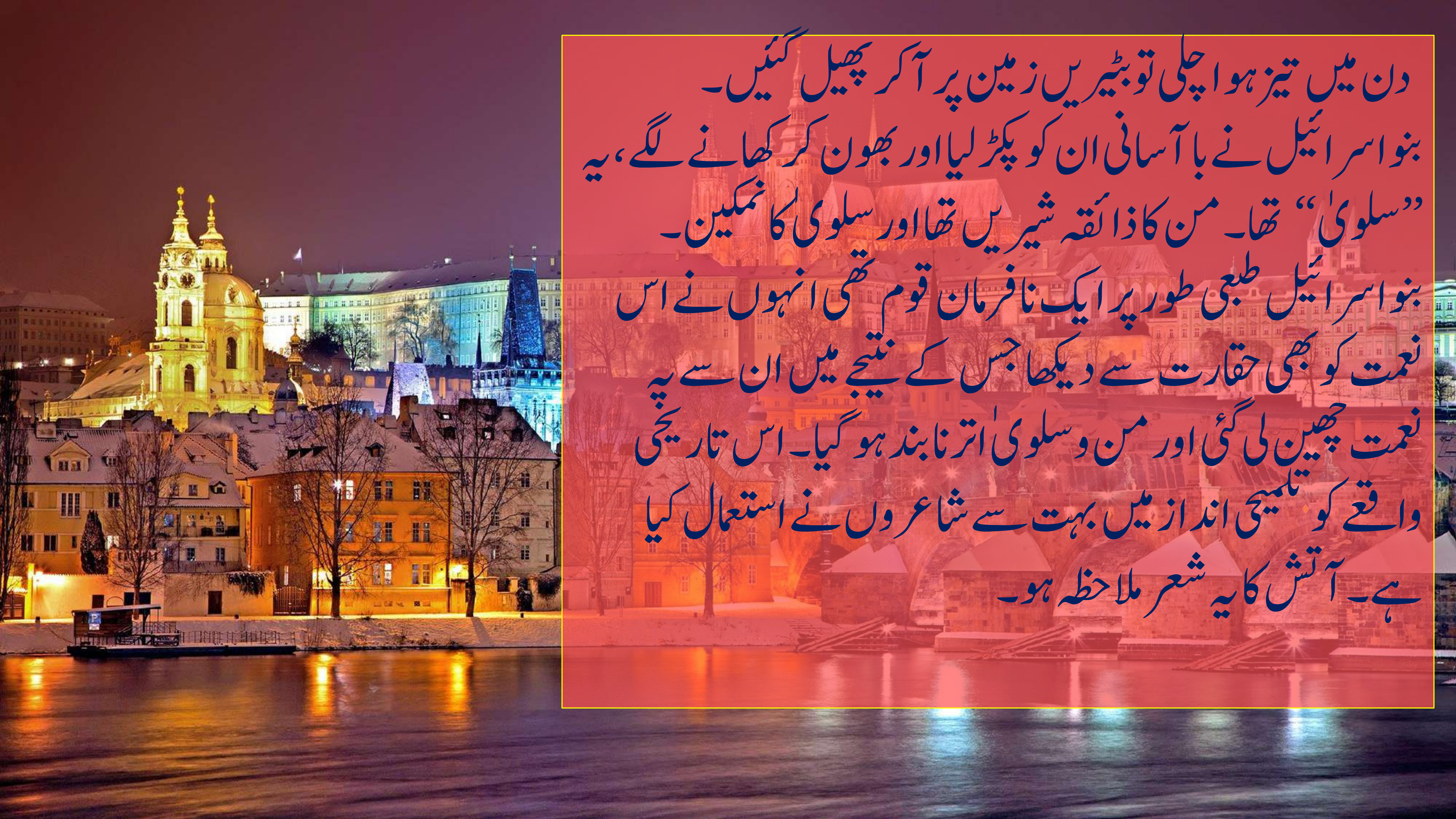

دن میں تیز ہوا چلی تو بٹیریں زمین پر آکر پھیل گئیں۔
بنو اسرائیل نے با آسانی ان کو پکڑ لیا اور بھون کر کھانے لگے، یہ "سلویٰ" تھا۔ من کا ذائقہ شیریں تھا اور سلوی کا نمکین۔
بنو اسرائیل طبعی طور پر ایک نافرمان قوم تھی انہوں نے اس نعمت کو بھی حقارت سے دیکھا جس کے نتیجے میں ان سے یہ نعمت چھین لی گئی اور من و سلویٰ اترنا بند ہو گیا۔ اس تاریخی واقعے کو تلمیحی انداز میں بہت سے شاعروں نے استعمال کیا ہے۔ آتش کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔

سیر رکھتا ہے طبیعت کو کلام شیریں
من و سلویٰ ہے یہ اپنے لئے گویا اترا
آتش

بلقیس (ملکہ سبا) / سلیماں

نام بلقیس۔ یہ نام توریت سے لیا گیا ہے۔ قرآن شریف میں ان کا تذکرہ بغیر نام کے ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہم عصر تھی۔ اس کی قوم سورج کی پرستش کرتی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے اپنے سرداروں سے مشورہ کے بعد طے کیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا امتحان لیا جائے۔ اگر وہ سچے پیغمبر ہوں تو اُن کا مذہب اختیار کیا جائے۔ چنانچہ جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ حقیقت میں پیغمبر ہیں تو اس نے خود ان کے پاس جا کر ایمان لانے کا فیصلہ کیا۔ ملکہ سبا کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچنے سے قبل حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کا تخت منگوانے کی خواہش کا اظہار کیا تو آصَف بن برخیاہ جو سلیمان کا وزیر تھا اس نے کہا کہ میں آنکھ جھپکنے سے پہلے اس کو لا سکتا ہوں، جسے ان کے پاس دیکھ کر اس کا اعتقاد اور بھی پُختہ ہو گیا اور وہ اپنی قوم کے ساتھ ایمان لے آئی۔

یوں ترے حسن کی تصویر غزل میں آئے
جیسے بلقیس سلیماں کے محل میں آئے
ناصر کاظمی

حوالاجات

- https://www.rekhta.org/
- https://ur.wikipedia.org/
- ادبی اصطلاحات از ڈاکٹر ہارون الرشید تبسمؔ